رجسٹرڈ نمبر اے ۴۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور ستودات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر نظر نہ کیجئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ مادے کی اصلیت ہمارے رعایت گنجینہ جیسی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (عہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو دے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بنیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر بقیہ تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ہندوستان بھر کا ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان جنت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ معلوم ہوا نہیں تو تدبیر کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا رواداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے نمبر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دوڑانے پر تیار نہ نمبر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے لیکن اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی نمبر روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا جنکو خریداری منظور ہو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) بین اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہر خود اپنی تحریک کا ذمہ دار ہے

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی اصلی پالیسی کے مطابق نہ ہوں گے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا جاتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۵۴

مضامین

۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء

مغلق آرا بیگم اور بوا نصیبن کا نیاز نامہ

(بخدمت جناب مرزا محمد عسکری صاحب [illegible] مصنف تاریخ ادب اردو)

مرزا صاحب - بندگی عرض ہے۔

بھلا ہم دونوں کو کیا خبر کی جا سکے اسے میں آپ کی رائے کیا ہے۔ وہ تو کہیے کہ اتفاق سے ایک جگہ آپ کی کتاب تاریخ ادب اردو دیکھی۔ بہت ہی ان شاءاللہ کتاب خوب چھپی ہے۔ اصل مصنف صاحب تو جرمن ہیں زبان کی اصلیت سے کچھ یوں ہی سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہم سچ کہیں آپ بیچارے کی نظر بھی [illegible] نہیں ہوا ہے کہ سیکڑوں اردو شعرا چھٹ گئے ان کی شکوہ سے بچ گئے جن کا نام بھی انھوں نے نہیں لیا حالانکہ دنیا انھیں خوب جانتی ہے مگر آپ کے حاشیوں نے کئی مقاموں پر مصنف صاحب کی گرفت کی اور وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی پھسل گئے۔

حکیم ممتاز حسین صاحب : پڈیٹر اودھ پنچ کی تعریفوں میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا اس کا شکریہ انھیں ادا کرنا چاہیے وہ آپ کے نیاز مند آپ ان کے مشفق۔ اپنے دہی کو کھٹا کون کہتا ہے۔

ہاں ہم دونوں کو آپ سے گلہ ہے کہ آپ ہمیں مردوں سے کم رتبہ سمجھتے ہیں اور جب ہم نیک عقل کی باتیں سکھاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ یہ [illegible] بوا نصیبن یا اگلی پچھلی مغلق آرا بیگم [illegible] لطافت کی [illegible] آن کر کودتی ہیں۔

آپ ہی پرانے زمانے کے ہندوستانی مردوں کی عورتوں کا بیچ میں پٹ سے بول اٹھنا ضرور سب کو گوارا نہ ہوگا۔ پھر ہندو کے مسلمان بھی یہی سمجھے شریعت نے ہماری جنس کو ناقص العقل ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ہاں ہم کو ہمیں ہماری عقل بھی کم ہو مگر خدا کی عنایت سے آج کل ہماری جنس میں بہت سی بڑی لکھی پڑھی عورتیں سمجھی ہیں جو بڑے بڑے حکیموں بڑے بڑے فلسفیوں [illegible] کے کان کاٹتی ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سیاسی لیڈروں [illegible] کے دماغ میں خناس گھس گیا تو ہم انھیں [illegible] بتاتے ہیں [illegible] حکمت [illegible] اور عقل بھری ہوئی ہے ان بے وقوفوں سے کہتی ہے [illegible] تمہاری عقل ہے کیا تم کو بوا نصیبن اور مغلق آرا بیگم کے برابر بھی تمیز نہیں [illegible] اور بوا نصیبن کی [illegible] دیکھیے [illegible] مسز [illegible] سروجنی نائیڈو [illegible] مرتبہ حاجی کے [illegible] اور [illegible] کان پکڑے ہے۔

سب کان پکڑتے ہیں استاد اے کہتا ہیں

ابھی کل کا ذکر ہے میاں سائمن جو سائمن کمیشن کے صدر ہیں کے ہندوستان تشریف لائے تھے [illegible] کہتے ہوئے وہ ایسے گئے کہ اس کمیشن کے ممبروں میں کوئی بوا نصیبن اور مغلق آرا بیگم کی سمجھ کا ممبر [illegible] نہیں [illegible] ایسے نہ ہوتے تو ہندوستانیوں کو [illegible]

آپ کا یہ فرمانا کہ:-

"ہمیں یہ نہیں [illegible] کیا کوئی مرد [illegible] نہیں [illegible] کی [illegible] اس [illegible] کیا اضافہ ہوا"

ہم دونوں کو ناگوار ہوا [illegible] ہیں ہم بھی [illegible] نہیں [illegible] بڑے بڑے مسئلے فلسفہ حکمت اور سیاست کے زنانی بول چال میں ہم دونوں نے سمجھا کے رکھ دیے بلکہ اور [illegible] رہے ہیں۔ بھلا مردوں کو [illegible]

پھر بتلائیے کون [illegible] کی تعلیم کے قابل ہیں [illegible] نہیں [illegible] کے پیر [illegible] دولہا دلہن [illegible] ہیں اور باہر [illegible] آدمی ہم دیکھیں [illegible] کہ کس [illegible] ماؤں کی تعلیم ہے؟ جو [illegible]

مرزا صاحب آپ یقین [illegible] کوئی [illegible] کا [illegible] ماؤں کا ذکر نہیں [illegible] بچوں کو بھی [illegible] بنائے رکھتی ہیں۔ [illegible] ہیں کہ باہر نکلے تو [illegible] اپنی ماں کے لاڈلے۔

آپ تعجب کرتے ہیں کہ اس سے [illegible] اضافہ [illegible] کیا اضافہ ہوا۔ اے کیا [illegible] ہے کہ [illegible] مشہور شخص نے ایسی حماقت کی بات کی جس پر عورتیں بھی ہنستی ہیں۔ عرب جب کسی بے تکی کی بات کی [illegible] کرتے ہیں تو کہتے ہیں:-

"ہذا مما یضحک بہ الثکلی"

وہ بات ایسی ہے جس پر [illegible] کو بھی ہنسی آ جائے اور رونے [illegible] ہنسی نکل آئے

عرب ہی کا دستور تھا کہ جب کوئی [illegible] بھاگنے پر آمادہ ہوتی تو [illegible] عورتوں سے کہتا تم ان بے غیرتوں کو غیرت دلاؤ۔

ہندوستان میں [illegible] ماؤں کی [illegible] ماؤں کی [illegible] نہیں [illegible] کام [illegible] ماؤں [illegible] رہتا ہے۔

آپ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اودھ پنچ میں مضمون عورتوں کی طرف سے لکھے جاتے ہیں [illegible] عورتیں ہیں۔ [illegible] پیاری پیاری [illegible] زنانی زبان میں [illegible] سے خالی ہے؟ [illegible] والی لڑکیاں اپنی زبان [illegible] بول ہو گئی ہے کہ مردوں سے بھی [illegible] بولی بول چال [illegible] رہتی ہے اگر کوئی [illegible]

کوشش کرتا ہے تو کیا برا کرتا ہے۔ یہ اعتراض تو
آپ ہر ایک ادبی پرچہ پر کر سکتے ہیں جس میں [illegible]
[illegible] صاحب، مسز [illegible] ہم اودھ پنچ
[illegible] بیگم صاحبہ
[illegible] کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ آپ نے انھیں
بھی پڑھا ہوگا [illegible]
[illegible] پردے میں بیٹھنے والیوں کے
مضمون [illegible] مضمون [illegible]

حاصل نہیں کر سکتیں۔
آخر ہماری زبان میں کیا خرابی ہے [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہیں اور
اور ان پر [illegible] کیا ان لگے ہیں
[illegible] خاص الفاظ [illegible] کے استعمال کر لیں
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] زبان اختیار نہیں کی
جیسی نظم ہی کی قسم ہے نثر کی قسم نہیں۔
بہر حال [illegible] کے اعتبار سے [illegible] اعتراض [illegible]
مضامین پر بھی [illegible] ہے جو عورتوں کے نام
[illegible] میں لکھے جاتے ہیں [illegible]

ہمیں ہندوستانی زبان کا پہلا [illegible]
بھی نہیں چلا اردو اپنی جگہ [illegible]
[illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] کی صورت بدلتی ہے۔
علیحدہ بات عورتوں کی زبان
سے نکلے یا مردوں کی [illegible]
تک کے لیے عزیز ہے۔ ہماری
زبان میں بھی باریک [illegible]
حکیمانہ مضمون کے ادا کرنے کی
قوت [illegible] ہے جتنی کہ دوسری
زبانوں میں [illegible] آپ کا یہ خیال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]


۵۶ فیصدی کا مطالبہ

درکار ہوتی ہیں جو مردوں کا کام
ہے کہ ان کی زبان بگاڑ دے
ہیں۔
باقی سب طرح خیریت ہے
[illegible]
دعا [illegible]
راقمہ
[illegible] بیگم

التماس و اطلاع

یہ سال کا آخری نمبر ہے
[illegible] اس سال کے ہم پر
قرض ہیں [illegible]
سے ادا ہو جائے گا [illegible]
سال کے بعد یہ پہلا اتفاق ہے
کہ [illegible]
[illegible]
جو لوگ اس سے [illegible] ہو گئے

تو اور بھی قیامت ہے۔ [illegible] اب کانگریس کے
اجلاس میں بھی شریک ہوتی ہیں۔ انھوں نے اپنی
انجمنیں بنائی ہیں [illegible]
[illegible]
کمانے پر آمادہ ہیں۔ انگلستان جاتی ہیں وہاں سے
فیشن سیکھ کے آتی ہیں [illegible]
ہیں۔ ان پر آپ نے کیوں تعجب نہ کیا [illegible]
میں بیٹھنے والیاں [illegible]

یہاں [illegible] ہے [illegible]
ان کی بی بی [illegible] بیگم نے جب [illegible]
صاحب کی [illegible]
[illegible]
مطلب سمجھایا کہ [illegible]
بگڑ گئے۔
مولانا [illegible] بی بی کا منہ چوم کے فرماتے ہیں:
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] کا ساتھ ہو۔
جو لوگ [illegible] کرتے ہیں [illegible]
[illegible]
جواب دفتر کی طرف سے [illegible]
دفتر میں نہیں ہے۔
الملتمس منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رباعیات

تہذیب نو کی کرشمہ سازیاں

(از محمد گیلانی لکھنوی)

پردے کو ہٹا کے آج عصمت نکلی!
پیرس کا فیشن کر کے وہ لیڈی نکلی
کہتی ہے کہ پردہ تھا ضلالت کی ہوس
اس رسم کو ہم ہیں بھول جانے والی

گردن میں جھکا رہی ہے استانی بھی
فیشن بھی ہے یا تعزیہ کی پرچھائیں بھی
جب صحبت بیگم میں ہیں بیگم صاحب
فیشن سے بھری ہے جو ہے دیورانی بھی

ہاں چاہیے پیارے مجھے اک سوٹ نیا!
اور پاؤں میں فرنگن کا بھی اک بوٹ نیا
آغوش میں غیروں کی نہ جاؤں گی کبھی
سمجھا ہوا اگر ہو کہ بھی اک جھوٹ نیا

پہنچے ہیں بھی گئے ہیں لندن بھی ہو آئے
انجم کی طرح قوم میں روشن بھی ہوئے
حیرت نہیں اگر علم مہذب کی طفیل
اللہ سے اور دین سے دشمن بھی ہوئے

بیکار جواں پھرتے ہیں ہر سال مدام
عقبیٰ سے ملازمت نہیں انہیں کلام
تہذیب جدید پر سکھا گئی ہے انہیں
بیکاری سے بہتر ہے رہے زن کا غلام

اسلاف کر گئے تھے کہ ہیں دین کے غلام
کرتے ہیں نفس کی پوجا ہیں جن کے غلام
آئی ہے صدا اسلاف کی قبروں سے آج
نا خلف پیدا ہوئے ہیں کہ ہیں زن کے غلام

تہمت (نمبر ۱)

واقعی تہمت بری چیز ہے۔ مگر کوئی بڑی چیز پسند نہیں کی جاتی جب کسی شاعر یا ادیب نے ضمیمہ روح کی فلاں میں گھسا اور اسے گردش گل کا رنگ و فتار پروردگار کا سا بھی اور حرکت در نظر آتا ہے تو صبح و شام درست ہو جاتے ہیں دل مصور کی مرضی ہے جو ہو سکتا ہے۔ اور روانی میں دریا ہے زلف کے پیچ کے جال میں پھنستے ہیں۔ قدسی و کروبی ان کے دروازے پر شعر رائی رہتے تھکتے ہیں۔ حوروں کی ان کی تعمیر کا نام ہے۔ قدرت آنکی تخیر کا نام ہے دو رستان کی زندگی ہے اور ان کا عالم ہے۔ ان کے قبضے میں دنیا کا آرام ہے۔ کائنات پر ان کی سلطنت ہے۔ حرارت پر حکومت ہے۔ ساز ارغنوں کا آہنگ دوبارہ کا حق ادا کرتا ہے۔ سکندر کی فتوحات تک خاک ہو گئیں مگر جیسے ان کا خدا بنا آئینہ برابر کی زمین پیدا کرتا ہے۔ نگاہ و فکر کی ہے نظر حیرت ہے۔ سارے جہان میں انہیں کی برکت ہے شراب کے قدرت جھلکتے کے ذرات پاؤں تیرتے ہیں۔ بلبلیں اور گل سے قبل گرم کرکے صبا کی کشش آزادی پر احسان کرتے ہیں اور وحشت میں گھر بنا لیتے ہیں۔ مسامیں ان کا احساس الفاظ میں ادا نہیں۔ قیاس ان کا کلید قفل متعلقین جاہلین کے خرابیت کی آبرو بڑھاتے ہیں۔ مال غیر پر تصرف فرما کے عدالت کی شان دکھاتے ہیں کیوں حضرت کیا یہ تہمت نہیں ہے۔ مگر اس تہمت کا نام ہے اور کسی کی تمنا نہیں تھا۔ ابھی کم عرصہ ادھر کی آئی ہیں کسی کو آدمی سے شیر بنائیے حضرت الفاظ کی فہرست سے نکال کے عجائب الفاظ و مخلوقات اور حیوانات کے ذیل میں نام درج کر دیجئے گرگئی ہوا انہیں کہا

وجہہ کلہ قمر وجسم کلہ اسد

ایسا جو جن جانے ہے اور دلیل سب کا سب خیر ہوا کہنے پر سچ بھرنے لگتا ہے۔ کہ اور وں کے منہ کو کلہ لیتا ہے فراز جب آتا ہے جب ایک شاعر دوسرے شاعر کی ہجو کرتا ہے۔ اور اس سے بھی لطیف تر واقعہ ہے کہ خود شاعر صاحب اپنی ذات فصاحت صفات کو

بھی کمالات فرض کر لیتے ہیں یعنی اپنے نفس کو شاعری کی تہمت دے کے ممدوح سمجھے گئے ہیں۔

واہ واہ کیا بات ہے میرے ذہن رسا اور طبع نقاد کی اسے کیا جیون واشر میں لے مشاعرے میں بر حضور کے شعر سے دیکھی تعریف کروالی؟

ہمارے ایک دوست نے دکن سے ایک شاعر صاحب کی غزل اس توصیف کے ساتھ بھیجی ہے کہ حضرت اپنے مداح آپ ہیں۔ غنیمت ہے کہ شاعری کی تہمت کسی دوسرے نے آپ پر نہیں لگائی کلام کا نمونہ یہ ہے

آرزو ان کو ہے خدائی کی •
مجھ کو ہے ان سے آشنائی کی

دیکھیے مطلع ہی تہمت آلود ہے معشوق صاحب اپنی ذات کو خدائی سے متہم کرتے ہیں اور عاشق یا شاعر صاحب اپنے نفس کو آشنائی سے۔ آشنائی ایسی چیز ہے جس کا اثر فاعل اور مفعول دونوں کی ذات پر عائد ہوتا ہے۔ مگر خدائی کی تہمت باقی رہ

حسب آرڈر عدالت جناب [illegible]

نوٹس

عدالت جناب سید حسن [illegible] صاحب بہادر منصف [illegible]

اجراء ڈگری نمبری مقدمہ ۱۰۰ سنہ ۱۹۳۹ء

رام [illegible] سنگھ [illegible] [illegible] عام [illegible] سنگھ [illegible]
[illegible] سنگھ [illegible] ساکن [illegible]
تحصیل و ضلع سلطانپور

بنام

رام لکھن سنگھ
رام لکھن سنگھ [illegible] سنگھ ساکن [illegible]
بنام تحصیل کادی پور ضلع سلطانپور

[illegible] اس عدالت میں [illegible]
[illegible] وصول کرایا جائے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لکھنؤ

تاریخ ۲۲ ماہ دسمبر ۱۹۳۹ء کو میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کی گئی۔

دستخط حاکم [illegible]

مہر عدالت

وقت حاضری [illegible] بجے سے [illegible] بجے تک

ہم ہوتا آشنائی کی تہمت۔ وہ آشنا جو جدائی کی اور زندگی بے وفائی آشنائی گوارا کرے گا لہذا تہمت ہی تہمت باقی رہی پھر بھی شاعر صاحب خوش ہیں اور کہتے ہیں اس پایہ کی غزل آج دنیا میں کوئی نہیں کہہ سکتا۔ فرماتے ہیں ؎

ایک عالم سے کی وفا تو نے
ایک مجھ سے ہی بے وفائی کی

بد وفاداری کی تہمت صحیح ہو یا بے وفائی کی۔ خدا جانے وفا کا مستحق عالم تھا یا شاعر۔ اگر شاعر تھا اور عالم نہ تھا تو پھر عالم کے حق میں بے وفائی کرنے کی تہمت ایک بے بنیاد سی لگی اور اگر شاعر مستحق وفا تھا تو بھی بے انصافی کا الزام جو کلام سے ثابت ہوتا ہے استاد پر بڑی تہمت ہے۔

ایک مجھ سے ہی کی فصاحت بھی تہمت ہے۔ خدا اس سے محفوظ رکھے۔ دوسرا شعر ہے ؎

میں بلایا تم نہیں آیا
بے حیائی کی لب کشائی کی

دیکھیے یہ بھی تہمت ہے اور لطف یہ ہے کہ صورت مسئلہ مجہول ہے یعنی کھلتا کہ بے حیا کون ہے؟ لب کھولنے والا یا لب کشائی کرنے والا کون ہے؟ کون نہیں آیا؟ میں نے بلایا وہ نہیں آیا۔ میں نے بے حیائی کی جو ہونٹ کھول بیٹھا تھا یہ بات منافی کی ہے۔ مطلب شعر سے واضح نہیں ہوتا۔ اگر کہا جائے کہ شاعر حسب حال کی زبان پر شعر کہتے ہیں۔ دلی، دکن کے بعد اردو نہیں بولتے تو واللہ تہمت ہے۔ یا جو کوئی کہے کہ کسی کو بلانا بے حیائی میں داخل ہے وہ اپنی ذات پر صاحب عقل ہونے کی تہمت رکھتا ہے کیا معنی کہ بلانے والا بے حیا نہیں ہے وہ وقت ہے جس نے مجھ میں جونک لگانے کی فکر کی۔ ممکن ہے کہ شاعر نے بے حیائی کا مجرم معشوق کو گردانا ہو یعنی میں نے بلایا تھا وہ در ورود نہیں آیا اور لگا بے حیائی اور بے باکی سے گفتگو کرنے۔ ایسی صورت میں لب کشائی کی جگہ منہ زبانی کی ضرورت ہے۔

تیسرا شعر ہے ؎

بات میں تم خفا جو ہوتے ہو خیر ہے میں نے کیا بڑائی کی

بات میں خفا ہو تا بات پر تہمت ہے بات پر کوئی تہمت سے منسوب نہ تھی۔ بات ابھی کہی نہیں ہے بڑی بھی بڑی بات کہنے والا کبھی اپنے نفس کو الزام نہیں دیتا۔ ذات معصوم ہوتا ہے کہ میں نے برائی کی۔ جانا تسلیم و رضا کی حقیقی ہے ابھی اور بڑی ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا لہذا اگر کوئی کہے کہ یہ شعر اچھا ہے تو اس نے شعر پر تہمت لگائی۔

چوتھا شعر ہے ؎

زلف پرپیچ میں پھنسا ہے دل
نہیں امید اب رہائی کی

دل کمبخت زلف کے حلقے میں پھنسا ہی جو اچھل رہا ہے۔ اگر باہر نکل کے پھنسے گا تو پھر جلووں کے بالوں کے سہارے الجھے گا پھر زلف تک پہونچے گا۔ زلف کے حلقہ میں کیا دل ہی پھنستا تو رنگ دکھتے اور پھنسا بھی ہو کے پاکیزگی کے مشت اور لگر ضرور پھنستے نہیں رہائی کی امید ہونا بھی تہمت ہے۔ اور دل کا حلقہ میں پھنسنا بھی۔

پانچواں شعر ہے ؎

پھر نہ دنیا کی کوئی چیز پسند
تم نے جس سے کہ آشنائی کی

شعر پر کامل الفاظ ہونے کا الزام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس سے تم نے آشنائی کی پھر اس نے دنیا کی کوئی چیز پسند نہ کی۔ اس طرح الفاظ کی تخفیف اور معنی کی تکمیل ایک ظریف شاعر نے خوب کی ہے فرماتا ہے ؎

ہم اُن سے حالت دل کہہ کے جب اظہار بیٹھے ہیں
مجھ بیٹھے ہیں وہ بیٹھے ہیں انکار بیٹھے ہیں

بیکار دونوں قافیوں کے بعد محذوف ہے اور معنی میں کوئی نقص نہیں آیا۔ گو جو اس شعر میں بہت فرق ہے۔ اس شعر میں محذوفات بیاس خاطر ارشاد معاف ہیں۔ اور وہاں پر تمام تہمت لگا دی۔

مقطع حاضر ہے ؎

کیوں نہ قائل ہو ہم...... خدا
دیکھ تیغ آزمائی کی

خدا ہونے کا سبب اگر یہ ہے کہ گردن پر خنجر کا رگڑا دیکھ کارگر ہوا اور شاعر صاحب اشتعال ہو گئے تو اول الی بیچارہ تلوار خنجر کی تیزی کی تہمت ہے اور قائل ہونے کا الزام۔ ہوا قسمت۔ بلکہ یہ انسانی جذبہ ہونے کا اطلاق ہی تہمت۔ خدا کرنے ہونے کا یہ سبب ہے کہ حضرت قائل نے دیکھا تو فرمانے کے شاعر صاحب کو خدا تعالیٰ نے خدا کی کا منصب دلوا دیا اب وہ خدا تم سے آزاد ہیں تو شاعر صاحب چند زندگی و رقا ہونے کی تہمت ہے آخر پوچھا کرتی ہے۔ شاعر صاحب اپنی ذات کو غالب مرحوم کا ہم پلہ تصور کرتے ہیں خدا کرے یہ اُن پیچارے پر تہمت ہو۔ اس الزام پر تہمت لینا ہے تہمت اہل زمانہ مگر پھر بھی بڑی بات ہے۔

تہمت نمبر (۲)

حسد تہمت آزادی مردم بگماں ست
کہ بوا است کہ بر تہمت آں ہم ہست

نذر و تہمت انتساب غیر صحیح جس طرح شاعروں کا دستور کی مشغل اور معروف کر دیا کی اس کا سبب یہ ہے اسی طرح پولیٹکل کہلاتے ہیں۔ شعرا بھی حرکت کا موجب دیکھتی کی زندہ، ہمارے لیڈروں پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ جو خواہ سب ہیں اور ہندوستان کی پالیٹکس انگلستان میں ہو سکتا ہے اور وہ دہلی کہ اہل شہر کی خواہش کے مطابق ہوا۔ اور لارڈ ہارڈنگ تقسیم بنگال منسوخ کی اور دہلی اہل ہند کی خواہش کے بموجب دارالسلطنت ہوا اور گوکھلے تاکید مسٹر مس بربرے سے بیگماں کو مسٹر گوکھلے ہی ہیں جن پر آزاد مزدوروں کا سرغنہ ہونے کی وجہ سے ستم زدوں کی ہمدردی کی تہمت رکھی گئی تھی۔

اس تہتان میں تہمت کی ہوشگ جاری ہے۔ تہمت کا گرو گھنٹال جاری ہے۔ مثلاً مہاتما گاندھی پر پالیٹیشن ہونے کی تہمت۔ جواہر لال نہرو پر آزاد خیال ہونے کی تہمت۔ ساری ہریجنوں کی آزاد ہونے کی تہمت مسٹر محمد علی پر صاحب عقل ہونے کی تہمت۔ آزادی کے دلدادہ لیڈروں پر کانگرس آزاد ہونے کی تہمت ہے یہی ریزولیشن سے اگر یہی امید اور انصاف ہو تو تہمت اہل ہند پر حب وطن ہونے کی تہمت۔ مستقل کی حمایت کرنے والوں پر استقلال اور بیباکی کی تہمت۔



ریگستان نفاق میں کامل آزادی کی تلاش

منزل ہم پہنچے تو تھک گئے یاراں — صحرا میں آئے تو خاک بیزاراں

القصہ آخر انسان ہو حیراں — نہ تیر ہے ہم داغ تو ہے دل

صحرا ہے صحرا منزل بے منزل

چل مری موٹر دھک دھک دھک دھک دھک دھک دھک دھک


زنہارت چمنت بربار بہشت است — کر گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
کارخانہ صفدر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطر ہندوستان بھر میں پھولوں کی نکہت ہوئی ہے

سدھی کی حالت پر قربانی مذہب کی تحت ۔ ہی اعتبار نہیں ہے ۔ ہمارے ملک کی تحت ۔ کی تحت ۔ چند لوگوں کی بدنصیبی کی تحت ۔ مسلمانوں مسلمانوں پر بدنصیب زوال کی تحت ۔

ایسی حالت میں ہماری قومی مجلس نے عام طور پر کہ معلوم کیا ہے کہ اب انگریزی حکومت کو چیلنج کا دعوہ ہو جائے گا ۔ اہل وطن کے دل نشین سکے کہ بعد پہلو جانی قومی اتحاد کے روز حکومت سے ناراضی ہوگی ان ہے اور خود نفرت سے کہ ان اس پر کوئی عمل یا تحات سے ابھرے میں پہلی آنکھوں پر نظر پسند نہیں ۔ پھر سوال کرو کہ کیا تمہیں انہوں کا اتحاد پسند ہے ؟ ان سے محبت کرتے ہو ان پر حسد تو نہیں کرتے ان پر بھروسا ہے تو حسد کو کس پر چلا جاتا ہے ۔ اگر اپنی قوم پر بھروسا ہے تو ہم اس وطنی محبت کو تحت ہی کیوں قرار دیجے غیروں کی صورت سے نفرت اپنوں کی ترقی سے ۔

جیسے شاید یہ ورائٹ بعض لوگ ہے پیرا

بلوں پر ہندو مسلمانوں پیچھے لوگوں سے کسی پنجاب ہندوؤں کی حمایت ترک کرنے کی خواہش کیجیے اور دیکھیے وہ قبول کرتے ہیں یا نہیں یہ معاملات میں پنچایت کا نام جس کو ضرور ہے وہ کبھی نہیں مانتے اور غیروں کے بنائے ہوئے قانون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے ۔ چند سرکاری خطاب اور القاب غیروں کا عطیہ ہیں مگر انکے حاصل کرنے میں جنہیں عار لینا چاہیے تو وہ بات ۔ غلامی کی تحت لگ گئی ہیں تحت کو بہت تحت ہے ۔ کونسلوں کی ممبری سرا سر تحت ہے جو حکومت وقت نے مقررات مذکورہ اپنے ہاتھ میں رکھنے کے بعد پر دکھائی ہے اور جو لوگ قومی انتخاب کے پروانے لیکے ممبر میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی نیابت قوم کی تحت اپنے سر منڈاتے داخل ہوتے ہیں اگر یہ تحت کوئی آسانی قومی اشارہ ہے پر لوگ ایوان کونسل چھوڑ دیتے اور سرکاری ممبر بنتے نہ دیکھی ۔

اب کانگریس کے بعد اس تحت کا امتحان لینا منظور کیا ہے ہماری رائے میں تو یہ امتحان ابھی تحت ہے ۔

اور جو کوئی اس اعلان میں کہ اتحاد اصل کامیابی ہیں ہر تحت عمل کیا ہے کہ اس کامیابی سے اپنا خون دل جائے گا اور اہل وطن اسکی پیروی میں مجبوری دکھائینگے ۔ یہ کامیابی نہیں ناکامیابی کی تحت ہے ۔

سنتے ہیں کہ جلسے جا سکا صوبہ لکھنؤ اور ہر طرف رات ابھر آدھی رات اور جو شمار جاتا ہے ایک جھنڈا آزادی کا جھنڈا اٹھایا اور اس جھنڈے میں تحت آزادی کا پرچم لہرایا جس پر ہمیشہ کی عادت میں لوگوں کو یہ اس جھنڈے کے جلوس چلنے کا موقع کرتے ہیں مگر جلسے میں سے آزادی کی تحت کا انفرادی ہے جس لال کے گول پر کانفرنس نے گرہ لگاتے جانے کا ارادہ کریجے وہ امدادی صاحب کے تخت پر ہے کی داستانی قرار ہے میں وہی ہندوستانی ہیں اور تحت آزادی کے نام لیا ۔ پس ملک پر تحت غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے ۔ وہ کچہریاں جو جیل کی دست پہنچ جانے کی وہ پر گاؤں ادارے مگر ہر مال غیر کی روتی ہے جو زبان تحت کھانے کے لیے ترک ہوگی ۔ نہ کونسلوں کی بہشت سے اترائے گی نہ آزادی نہ ہوگی نہ دستاویز کی فریادی ہوگی ۔ نہ شراب سے تر ہوگی نہ بجلی کی روشنی بجھے گی ہمیشہ ہر ایک ہرٹ ہو کر کیا یہ آزادی کی تحت ہے اور ہے گا ۔ چند ہوئے ہوں گے اور امداد صاحب جاوید کی غضب آلود نگاہ سے ہر ایک دیکھ رہا ہے کہ انصاف تحت آزاد ہے مزدور ہوگی اور ہر تحت آزادی کا حل صاف طور پر مار سکا ہی ورثہ جیسے ہیں تحت کی وجہ کے مجنوں کی تبدیلی ہو جائیگی ۔ حضرت اماں امجد علیہ الرحمہ اس تحت یاد میں ایک پہلو ہے کہ نتیجہ یہ ہے کہ اخلاق ہو تاکہ وہ یقین تحت میں اصلیت کے اوصاف پیدا ہو جائیں گے ۔

کب ہوگا خدا جانے تحت زدہ ہندوستان مولانا پنج آپ اپنی کامیابی اور رواداری کی تحت پر خوش ہوتے ہیں اس سال کا آخری اسلام تحت ہے کہ دوسرے سال جلد ہو جائے ۔
خاکسار ۔۔۔ م ۔۔۔

مولانا پنج کی لوٹ بک

(جن)

ہمارے کرم فرما جناب نیاز فتحپوری کی یہ بھی بڑی نرالی ہے کہ انھوں نے اردو میں ایک ماہوار رسالہ نگار کے نام سے نکالنا شروع کر دیا ۔ اب جو کوئی اسے پڑھے گا آدمی نہ بنے تو جن ضرور ہو جائے گا ۔

آپ کی مجالس آسانی جہات کا تذکرہ کتابوں میں ہے اور میاں جن تو وہ ہیں جن کے مخصوص کارنامے مسلمانوں کی آسمانی کتاب میں بعنوان خاص مذکور ہیں ۔ اگر قرآن میں خلقتنی من نار و خلقته من طین ۔ کا جھگڑا اور حضرت آدم پر فضیلت جتانے کی فخر سے کوئی قائل نہ کرتا تو شاید ہمیں ان کے ناموں کی اطلاع بھی نہ ہوتی نہ یہ معلوم ہوتا کہ ان کا وجود ہے بھی یا نہیں ۔ ان روایتوں کے صحیح ہونے کا گمان ہوتا ہے جن کی کتابیں بیچ ہیں ۔

یہ ان طرح سے یا شیطان کی بڑائی ایک مستقل بحث کی بات ہے جس کا سیانے قبول خود آسیب کا بڑا حصہ کر لیتے ہیں : وہ ظاہر سیدھی راہی سے غیر منزل آئے کہ رات کو عاصم کے پیشت پڑتے ہیں بلکہ رات کی جمائی کو لے کے بچے پیچھے پڑ جاتے ہیں اچھا خاصا آدمی نماز سے شوق میں غضب چلا اور عامل عامل بھی ہوگیا اس سبب سے ہم بھی قائل ہیں کہ ہاں عجیب باتوں کی تسخیر ممکن ہے ۔ افسوس اس دنیا میں ہمارے اساتذہ حضرت کو عامل کامل عرصہ تک گزرنے کا موقع نہ ملا ہے کہ تسخیر جنات کے فلسفے میں آگے گم گئی ورنہ واقعات کا ایک عجیب سلسلہ رسالہ نگار میں نظر آسکتا جن کی زیارت ہو ہی ہیں جن کو دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں عامل ہیں ۔ عامل شاعر شیطان پر ظلم ہے یا ایک سحر جادو ہے ایک شاعر بیچارہ جن کے سر پڑ جاتا ہے اور لوگوں نے تسخیر جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا لعنت کہ کام فصل کیا کوئی کہ علم ہی جیسے اور فضول عشق کیوں میرے سر پر پڑے جاتے ہو جیسے کوئی آسیب زدہ پر بل پڑتا ہے اور میرے پاس ہے دوہرا دماں پر افسوس ہی لوگ اسے یہ سمجھے اور کہنے لگے

شیطانانہ ہتھکنڈے : حسد کی آگ میں شیطان
ہر گھڑی میں بات چیت کرتا ہے اطلاع ہوئی اقتباس ملا
موصل شہر عراق سنی صاحب خاص خلیفہ ہند کو
چنانچہ شیطان نے کہا سے رہ کر خفا ہے (اقبال)
علاوہ ہند کا نمبر ۱۰ اور ۱۲ ان پہلی بار سلام ہوا
کی رقم حضرت تشریف لائے گئے کیوں نہ ہوا اس
طرح استاد ان سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔
ایک ٹکا فریب ہے عجب جادوگر ... تھا
خواب میں نظر آئے میاں شیطان ... کی طرف
چلا ہوا تھا اکثر انگلی بدولت شربت پانی ...
داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا آنکھ کھلی تو ...
اپنا ہاتھ لال سرخ نشان ... اپنی نصیحت
ہے ... نے راگ ... کے انعام ...
... ۱۲ ... ہوا۔
شیطان کی انگلی سے خدا پناہ میں رکھے ایک انگلی
چہرے کی ... لگا کے ... دکھا دی ...
ہوشیار رہے۔

ہمارے ... کہ ہم ... کہ ... نظر دیکھا
... بھی ... حضرت ... ہو
... جو کچھ ... معلوم ہوا کہ ... کی ...
اور ... مخلوق سے ... نہیں ہے بلکہ انسانی
روحوں کے تماشے دکھاتے ہیں جو کالے ... کے
... ہو گئیں کہ ... حال ... حضرت
... عالم ارواح سے ... جاتا ہے اور وہ ... پڑی
چلی آتی ہیں ... کا مسئلہ ایک فطری اور
فلسفی مسئلہ ہے ارواح کا مستقر ... معلوم ہوا ان کے
وجود میں بھی کوئی اشتباہ نہیں۔ یہ آج کہا کہ
مرنے کے بعد ارواح بھی ... جاتی ہیں۔
بہرحال ہمارے کرمفرما حضرت ... کو
... کی ملاقات ... سال ہیں مبارک ہو ...
دلچسپ ضرور ہے ... کے اصول ...
ہے وہ پڑھنے کے ... جو ... کمائی
چھپائی ابھی ... ۲۶۱ ... قیمت معلوم نہیں۔
شوقین حضرات ... کہیں کہ ...
... کی صورت میں ...

یاس سے جا رہے ہیں ... پانی ... فصل
[redacted] ہے گا۔

دیار چین اور کانگریس

کہتے ہیں کہ ایک چینی ... ہندوستان ...
... سیر ... ہوئی ... اچھی ہو تو
عوام نے جب ان ... کر دیا ... نہ ہو سکے
ایک حکیم نے انھیں تجویز کی ... کہ باورچی
جنس ... کی ... میں رکھی ...
بھری ہیں آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں اور ...
... سے واقف ہے ... صورت ...
... بزرگوں کا
... پانی ...
اب ... امید نہیں - ... ہے وہ جھگڑے
... کانگریس کے آزاد ہو گئی ہے اس کا ارادہ ...
دوبارہ ... زندگی ... ہے۔
معلوم ہوا ہے کہ جناب ... آپ ان لوگوں میں
تھے جو ... نسل سے چلتے ہیں ... بھی پیدا
ہو کچھ ان کے اب بھی پیدا ہوئے تھے اور ...
اس ... تھی - ...
وہ خیال ہے ... ہماری قوم
کی ... عالم ... میں پیدا ہو سکتی ہیں ان
میں سے ... معلوم ... بھائی کی ...
... حکومت ... آ گیا ... سال ...
رہے ... ہیں ...
... آزادی
کے ... ہمارے ...
... بات کرتا ... کی ...
...
... کیجیے!
... ہے ... آزادی
... کے خزانے اور ...
... ہیں۔ جو بادشاہ ...
ہندوستانی ...

ہونے کے ... اول ...
... جو اس ...
... آپ ...
ہندوستانی ہونے کے متعلق ... نہیں کر سکتا۔
... ہند کی فہرست سے ان کا ...
ایسی صورت میں ...
... ہو گی ...
اور ... کی ... کے ... ایک ...
بھی ... کرے گی۔
ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ... کی ...
... خدا ...
... ہوتے
... ہے ...
کے اور کوئی ... نہیں ...

پھر یہی کنج قفس پھر یہی صیاد کا گھر
کوئی تعجب ... کہ ... شیراز ...
کا ... قیامت ہے ... صیاد کی ...
... ہو جائے گی
... دکھاتا ہے
...

ایک ... صاحب نے ... کیا کہ ایک
... رنگ ...
... صاحب ...
کرنا ... اور ... بھائی
... بھائی آ ... گئے۔
... ہوا ... جاؤ ...
...

خدا کرے ... جواہر لال کا ساتھ چھوڑ کے
... تم ... ہو ... جو ... کو
...
... وصول ہو جائیگا۔

عاقبت ۲۹ مبارک اور سال نو کی

۲ مسعود والسلام

ضعیفی دور کرنے کی تدبیر

بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ضعیفی کا شکار نہ ہوں [illegible] ضعیفی دور کرنے کا تجربہ [illegible] بہت اعضا کمزور ہو جاتے ہیں [illegible] دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہتا ہے۔ اعضا کو کس طرح درست رکھیں [illegible] اس کے واسطے کتاب میں [illegible] کسی استاد سے سیکھنے کی ضرورت نہیں یہ کتاب نوجوانوں اور بوڑھوں کے واسطے مفید ہے [illegible] مالش وغیرہ [illegible] بواسیر اور دیگر امراض [illegible] مطابق عمل کرکے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اس کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے [illegible] لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکسینا اینڈ کمپنی متھرا

جس طرح طلوع آفتاب سے

تاریکی کا دور ہونا قدرتی امر ہے

اسی طرح [illegible] ضعف بدہضمی۔ خون اور مادہ تولید کی خرابی۔ جریان بدخوابی اور دیگر امراض [illegible] قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ [illegible]

المشتہر [illegible]

ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اگر آپ [illegible] طبیبوں کے [illegible] صحت [illegible] ہیں اور اس عالم یاس میں بحالی صحت حاصل کرنا چاہتے ہیں [illegible] اگر آپ لکھنؤ کے نامور [illegible] حاذق اطبا کے مشورے [illegible] فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ [illegible] کی فہرست [illegible] منگا لیجیے [illegible]

المشتہر

منیجر دواخانہ [illegible] لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۲ء

(۱) اردو کو زندہ کرنے والے [illegible] اور اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ [illegible] قابل قیمت فی جلد [illegible]

(۲) [illegible] کی چند [illegible] جلدیں [illegible] دسمبر ۱۹۲۰ء [illegible] قیمت [illegible]

(۳) [illegible] کے بہترین نمونہ [illegible] مضامین کے شائقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظرافت

یعنی

[illegible] صاحب [illegible] لکھنوی کا منظوم [illegible] عراق [illegible] شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت [illegible] ٹکٹ بھیجکر [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

[illegible]

لیجئے

[illegible] کتاب [illegible] اور ایک گراموفون کی [illegible] قواعد سکھاتی ہے۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔

اس کے حصہ اول [illegible] اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی [illegible]

حصہ دوم میں مصنف نے [illegible]

کو

[illegible] بنایا ہے

لیجئے

[illegible] کتاب پر [illegible] دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

[illegible] اس کتاب میں [illegible] نقل کی گئی ہیں [illegible] استادوں کا سرمایہ [illegible] موجود ہے۔

اصلی قیمت علاوہ محصول [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اردو زبان کی ہر قسم کی کتابیں اس پتہ سے طلب کیجئے۔ منیجر جے۔ [illegible] پاٹانالہ لکھنؤ